آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ وحشی کو انسان انسان کو با اخلاق اور پھر باخدا انسان بناتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍اکتوبر ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

قرآن عظیم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہدایت اور شریعت نازل کی وہ ایک عظیم شریعت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی شریعت اور ہدایت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسیہ اور رُوحانی تاثیریں ایک وحشی کو انسان بنانے کی طاقت رکھتی ہیں اور انسان کو بااخلاق بنانے کی طاقت رکھتی ہیں اور بااخلاق انسان کو باخدا انسان بنانے کی طاقت رکھتی ہیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ایک بڑا ہی عجیب اور بڑا ہی حسین نظارہ دُنیا نے عرب کے مُلک میں دیکھا۔ عرب میں بسنے والے ایک وحشی قوم کی حیثیت سے زندگی گزار رہے تھے۔ اُن میں سے بہت سے اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ عیش وعشرت کی زندگی تھی۔ اپنی راتیں شراب کے نشہ میں اور عیش میں گزارنے والی قوم تھی۔ معاف کرنا اُن کو آتا ہی نہیں تھا۔ ظلم بے انتہا کرتے تھے۔ غلام بناتے تھے اور غلاموں پر بے اندازہ مظالم ڈھاتے تھے پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو قرآن کریم کی شریعت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور آپ کی رُوحانی تاثیر اور قوّتِ قدسیہ نے ان ہی وحشیوں کو انسان بنایا۔ انسان اگر سوچے تو بااخلاق بننے سے پہلے اُسے انسان بننا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ ہزارہا سال قبل جب

سے آدمؑ پیدا ہوئے اور انسان اپنی مہذب شکل میں دنیا میں ظاہر ہوا اُس وقت سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیں یہی نظارہ نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی شریعت ہمیشہ انسانوں پر نازل ہوتی رہی۔ حیوانوں پر نازل نہیں ہوتی رہی اور قرآن کریم کے جو احکام ہیں اُن میں سے درجنوں ایسے ہیں جن کا تعلق مسلمان سے نہیں بلکہ انسان سے ہے۔ مَیں جب ۱۹۶۷ء میں دورہ پر انگلستان گیا تو لندن کے ایک حصّہ میں سینکڑوں کی تعداد میں بالغ احمدی بستے ہیں انہوں نے ایک دن مجھے اپنے ہاں بُلایا اور مجھے علم نہیں تھا لیکن انہوں نے ایک ہال کرایہ پر لے کر میری مختصر سی تقریر کا بھی انتظام کیا ہوا تھا۔ وہاں جا کر مجھے پتہ لگا اُس ہال میں زیادہ مجمع نہیں تھا چھوٹا سا ہال تھا۔ اس ہال میں اکثریت غیر مسلموں کی تھی۔ مجھے خیال آیا کہ ان کا اسلام سے تعارف کرایا جائے۔ مَیں نے اپنے رنگ میں سات آٹھ ایسے نِکات چُنے، تعلیم کے وہ حصّے لئے جن کا تعلق انسان سے بحیثیت انسان ہے مثلاً اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ مختصراً یہ کہ اسلام یہ نہیں کہتا کہ صرف مسلمان پر افترا باندھنا ناجائز اور حرام ہے اور غیر مسلموں پر جُھوٹ باندھو اور افترا باندھو۔ اسلام کی یہ تعلیم نہیں۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ کسی انسان پر تم نے افترا نہیں باندھنا اُس کے خلاف جھوٹ نہیں بولنا۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ کسی انسان پر ظُلم نہیں کرنا بلکہ اس سے آگے جاتا ہے کہتا ہے کسی مخلوق پر ظلم نہیں کرنا۔ وہ چونکہ غیر مُسلم تھے مَیں نے ان کو اس طرح سمجھایا کہ دیکھو تم لوگ اسلام کے مُنکر ہو اسلام پر ایمان نہیں رکھتے۔ جو اللہ کا تصوّر اسلام نے پیش کیا ہے وہ تم تسلیم نہیں کرتے لیکن یہ اُس اللہ کی شان ہے جسے اسلام نے پیش کیا ہے اور یہ شان ہے قرآنِ عظیم کی شریعت کی کہ تم اس کے مُنکر اور یہ تمہارا خیال رکھنے والی ہے۔ اس طرح مختصراً سات آٹھ باتیں مَیں نے بیان کیں اور اُن کے اُوپر اثر ہوا اور بعد میں اُنہوں نے میرا قریباً ''گھیراؤ'' کر لیا اور کہا ہمارے ہاں آئیں اور تقریر کریں۔ اسلام کے حسن اور احسان کی یہ باتیں تو ہم آج پہلی مرتبہ سُن رہے ہیں۔

پس اسلام میں یہ قوت اور طاقت ہے اور اسلام میں وہ تعلیم سکھائی گئی ہے جو وحشیوں کو انسان بنانے والی ہے اور میں نے بتایا کہ آج تک کسی جانور پر گھوڑے پر یا بیل پر یا پرندوں میں سے کبوتر پر شریعت نازل نہیں ہوئی۔ صرف انسان پر ہمیشہ سے شریعت نازل ہوتی

رہی ہے۔اس سے ہمیں پتہ لگا کہ روحانی ترقیات سے پہلے بلکہ اخلاقی منازل طے کرنے سے پہلے انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے اندر انسانی اقدار پیدا کرے۔اگر کسی میں انسانی اقدار نہیں جیسا کہ خود قرآنی شریعت نے بتایا تو اُس کے لئے یہ عقلاً ممکن نہیں ہے کہ وہ بااخلاق بھی ہو اور باخُدا بھی ہو۔ پہلے اس کے لئے انسان بننا ضروری ہے اور انسانی اقدار میں سے جو قرآن کریم نے ہمیں بتائیں یہ ہے کہ جیسا کہ ابھی میں نے بتایا کہ ظُلم کسی انسان پر نہیں کرنا اور حقارت اور گالیاں اور بُرا بھلا کسی انسان کو نہیں کہنا۔ یہاں تک کہہ دیا، اتنی دلجوئی کی، جذبات کا اتنا خیال رکھا کہ وہ لوگ جو انسان تو ہیں لیکن اُن کے اندر انسانی اقدار نہیں وہ خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے بلکہ شرک کرتے ہیں تو مشرکین کے خداؤں کو بھی گالی نہیں دینی جن کو وہ خدا کے شریک بناتے ہیں۔ان کے جذبات کا خیال رکھا۔ پتھر کے تراشے ہوئے بُت تو نہ گالی سُنتے ہیں نہ اُن کے جذبات ہیں، نہ اُن کے اُوپر اس کا کوئی اثر ہوتا ہے۔اثر تو انسان پر ہوتا ہے جس نے اُس بُت کو تراشا۔اگر کوئی اس کے بُت کو گالی دے تو اس کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے تو جو خدا تعالیٰ کے مقابلے میں بُت تراشتے ہیں اور شرک میں مبتلا ہیں قرآن کریم نے ان کے جذبات کا بھی خیال رکھا ہے۔ یہ وحشی کو انسان بنانے کا سبق ہے۔پس درجنوں ایسی تعلیمات قرآنی ہیں جو وحشی سے انسان بناتی ہیں اور مَیں نے بتایا کہ قرآنی شریعت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تاثیرات اور فیوض کا یہ نتیجہ تھا کہ وہ وحشی قوم جو اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتی تھی۔ وہ وحشی قوم جو ظلم کے چشمہ سے پانی کی طرح ظلم پی پی کر سیر ہوتی تھی۔وہ لوگ جو افتراء کرنے والے تھے۔جھوٹ باندھنے والے تھے عیش میں زندگی کے دن گذارنے والے تھے جو پاکدامن عورتوں کے متعلق اپنے عشق کی جھوٹی داستانوں کا اعلان خانہ کعبہ میں لٹکائے گئے عشقیہ اشعار میں کرتے تھے۔جن میں معصوم عورتوں کے ساتھ جُھوٹا عشق جتایا جاتا تھا اور بڑے فخر سے باتیں کی گئی تھیں۔اس قسم کی ان کی وحشیانہ حالت تھی۔وہ وحشیانہ زندگی گذار رہے تھے۔ پھر اس شریعت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض نے ان رسمی انسانوں کو حقیقی انسان بنایا پھر انسان بننے کے بعد اُن کو بااخلاق انسان بنایا اور بااخلاق انسان بننے کے لئے ضروری ہے کہ آسمان سے وحی نازل ہو اور اخلاق

سکھائے کیونکہ حقیقی اخلاق جن پر انسان پختگی سے قائم ہوسکتا ہے وہ وحی کے طفیل ہی انسان کو ملتے ہیں مثلاً آجکل کی دُنیا کو لے لو۔ اِس دنیا میں بڑی مہذّب قوموں میں ظاہراً تو دیانتداری پائی جاتی ہے یہ ایک انسانی قدر ہے کہ کسی سے بھی دھوکہ نہیں کرنا اور اس کا مال نہیں کھانا۔ اسلام نے یہ نہیں کہا کہ مسلمان کا مال نہ کھاؤ۔ اسلام نے کہا ہے کسی کا بھی مال نہ کھاؤ مگر یہ قومیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کا فائدہ ہو اُس وقت تک یہ بڑی دیانتدار ہیں۔ جتنے کالونیز (Colonies) آباد کرنے والے ممالک ہیں مثلاً سلطنت برطانیہ جس کا دعویٰ تھا کہ اُس کی ایمپائر پر سورج غروب نہیں ہوتا اس ایمپائر کے بانی یعنی انگلستان جو ان کی کالونیز (Colonies) کے ماں باپ کی حیثیت رکھتا تھا جب تک ان کا فائدہ ہوتا تھا یہ بڑے دیانتدار تھے اور جہاں اُن کا فائدہ نہیں ہوتا تھا وہاں وہ دیانتدار نہیں تھے۔ تقسیم ہند کے وقت جب پاکستان علیحدہ ہوا اُس وقت کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ انگریز کی حکومت کے افسروں نے بددیانتی کی اور پیسے کھائے اور اس طرح پاکستان کو نقصان پہنچایا۔ بہرحال اسلام نے وحشی کو انسان بنانے کے بعد بااخلاق انسان بنایا اور قرآن عظیم کی ہدایت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ نے اخلاق بھی وہ سکھائے کہ اُس حُسن اور احسان کے جلوے انسانی عقل کی حدود سے بھی باہر تھے اسلام انسان کے اخلاق کی اتنی باریکیوں میں گیا ہے کہ انسانی عقل وہاں نہیں پہنچتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو بڑی وضاحت سے ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ میں بیان فرمایا ہے اور بعض دوسری کتب میں بھی اس پر روشنی ڈالی ہے یہ بہت لمبا مضمون ہے جو کئی خطبوں پر مشتمل ہوسکتا ہے لیکن میں اس وقت مختصراً آپ کو اس قسم کے عنوان بتا رہا ہوں۔ پس وحشی سے انسان بنایا انسان سے بااخلاق انسان بنایا۔ دیانت (جو اخلاق کی کسوٹی پر پوری اُترتی ہے)، تکبّر سے پرہیز، ریا نہیں کرنا لیکن جو یہ حصّے دوسرے انسانوں سے تعلق رکھنے والے ہیں اُن کو ہم اخلاق کہتے ہیں یعنی انسان سے تکبّر سے پیش نہ آنا، اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بڑے ہو کر چھوٹوں سے محبت اور پیار کا سلوک کرو نہ یہ کہ اُن پر تکبّر کا اظہار کرو۔ پس جو عالم ہے وہ اپنے علم پر غرور نہ کرے۔ جو مالدار ہے وہ اپنے مال پر غرور کر کے اپنے بھائیوں کے ساتھ بداخلاقی سے پیش نہ

آئے لیکن یہی تکبّر سے پرہیز ایک منفی پہلو ہے اور اس کے مقابلہ میں مثبت اخلاق بھی ہیں۔ جس وقت اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو تو وہ پھر نہایت درجہ کی عاجزی بن جاتی ہے اور انسان خدا کے مقابلہ اپنی نیستی کی حقیقت کو پہچاننے لگتا ہے۔ پس انسان سے با اخلاق انسان بنایا اور پھر با اخلاق سے باخدا انسان بنایا۔

اسلام کے اندر یہ طاقت پائی جاتی ہے۔اسلام اور قرآن کریم کی ہدایت نے اپنی اِس قوت و طاقت کا عملی نمونہ دکھایا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑی شان سے یہ چیز ہمیں نظر آتی ہے لیکن آج تک قرآنی شریعت و ہدایت نے عملی نمونہ دکھایا ہے۔وہ جو ایک ایک آدمی دُنیا کے کناروں تک چلا گیا تھا اور وہاں انسان کا دِل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے لئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے لئے جیتے تھے اُس نے اپنے نمونہ سے، اپنے اخلاق سے، اپنے کردار سے، اپنے فعال اور نیک اعمال سے اور حُسن کے جلوے لوگوں کو دکھا کر احسان کی طاقت کا مظاہرہ لوگوں کے سامنے کر کے اُن لوگوں کے دِلوں کو اپنی طرف مائل کیا۔ایک بڑا مشہور تاریخی واقعہ ہے۔سینیگال جس کے جغرافیائی حدود اُس وقت آج کی نسبت مختلف تھے اُس وقت بہت بڑا علاقہ تھا۔اس میں بعض بہت بڑے بڑے دریا ہیں۔ وہاں ہمارے ایک بزرگ گئے۔اُنہوں نے وہاں تبلیغ کی لیکن کوئی اُن کی بات نہ سنتا تھا اور ایک لمبا عرصہ تبلیغ کے بعد مایوس ہو کر اُنہوں نے سوچا کہ مَیں ان لوگوں کی خاطر اپنا وقت ضائع کر رہا ہوں۔ اصل چیز تو یہ ہے لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدة:۱۰۶) اگر ہدایت اُن کے نصیب نہیں تو میں جا کر اپنی عاقبت سنواروں۔ وہ ایک بہت بڑے جزیرہ میں چلے گئے اور وہاں جا کر عبادت شروع کر دی خدا تعالیٰ نے اُن کو ایک معجزہ دکھانا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اُن پر قرآنِ عظیم کی تاثیر ظاہر کرنی تھی۔انہوں نے وہاں ایک جھونپڑا بنایا کچھ شاگرد ساتھ ہی گئے ہوئے تھے۔ وہ چند آدمی وہاں رہنے لگے اور غریبانہ درویشانہ زندگی گذارنی شروع کی۔تب خُدا نے فرشتوں کو کہا کہ اس شخص کو، میرے اس بندے کو یہ سمجھ آ گئی کہ اس کی کوششیں بے نتیجہ ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔پس خدا تعالیٰ نے اس علاقہ کو اپنی قدرت کی یہ شان دکھائی کہ اس سارے علاقہ میں بیسیوں بلکہ شاید سینکڑوں

قبائل اردگرد آباد تھے۔ ان میں سے ہر قبیلہ میں سے دو چار کے دِل میں فرشتے تحریک پیدا کرتے تھے کہ اُن کے پاس چلے جاؤ تو وہ ان کے پاس مسلمان ہو کر آجاتے تھے۔ وہ غیر مسلموں کا علاقہ تھا اور پھر انہوں نے وہاں قرآن کریم اُن کو پڑھانا شروع کیا اور درس دینا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اُن کے دماغوں کو کھولا اور قرآنِ کریم کا علم اُن کو حاصل ہوا۔ معلّم حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ لوگ جو اس غلطی میں مبتلا ہیں اور سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کے نئے اسرار روحانی کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے معلّم حقیقی ہونے سے انکار کر رہے ہیں معلّمِ حقیقی اُس کی ذات ہے۔ وہ اس بزرگ کو قرآن کریم سِکھا رہا تھا اور یہ آگے اُس زمانہ کے حالات کے مطابق جو ابدی اور بنیادی صداقتیں تھیں وہ اُن کو سکھا رہے تھے۔ کئی سال تک یہ مدرسہ انہوں نے لگایا اور قرآن کریم پڑھایا اُس استاد کی اپنی کوششیں تو ناکام ثابت ہوئیں لیکن جب ان کے شاگرد اپنے اپنے قبیلہ میں گئے تو ہزاروں کی تعداد میں اُن کے قبائل دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہونے شروع ہوئے اور وہ سارا علاقہ مسلمان ہو گیا۔

پس ہم کہتے ہیں با اخلاق سے باخُدا انسان بنایا۔ باخُدا کا مطلب یہ ہے کہ خُدا کا اُس سے تعلق ہے۔ خُدا کا قرب اُسے حاصل ہے وہ خُدا کی آواز سُنتا ہے۔ خُدا تعالیٰ اس کا معلّم بنتا ہے۔ خدا تعالیٰ اُس کا ہادی بنتا ہے۔ خدا تعالیٰ اُس کا رہنما بنتا ہے۔ خُدا تعالیٰ اس کو غلطیوں اور کبائر سے جو چُھپے ہوئے ہیں یا جو صغائر ہیں (بزرگوں کے لئے وہ بھی کبائر بن جاتے ہیں وہ علیحدہ مسئلہ ہے) اس لغزش سے اُن کو بچاتا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ نہ جسمانی زندگی نہ روحانی زندگی اللہ کی مدد کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

پس اسلام نے اور قرآن کریم کی ہدایت نے وحشی کو انسان بنایا انسان کو با اخلاق انسان بنایا۔ با اخلاق انسان کو باخُدا انسان بنایا اور کسی کا یہ سمجھنا کہ قرآنِ کریم کی تاثیریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قوائے روحانیہ ایک وقت تک تو کام کر رہے تھے اور اس کے بعد پھر وہ نعوذ باللہ مُردہ ہو گئے یہ غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی جس رنگ میں ہمیں مہدی علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے ذریعہ معرفت حاصل ہوئی وہ ایک زندہ رسول ہیں اور ان

کے اوپر کبھی موت نہیں آ سکتی۔ قیامت تک آپ کی روحانی زندگی اِس دُنیا میں اپنے جلوے دکھاتی اور نوعِ انسان کو ہدایت کی طرف جذب کرتی اور کھینچتی ہے۔آج بھی خُدا اُسی طرح بولتا ہے جس طرح وہ پہلے بولا کرتا تھا۔آج بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی اتباع خدا کے بندوں کو خدا کا محبوب بناتی ہے۔آج بھی جو خدا کے بندے ہیں وہ اس قدر عظیم اخلاقی رفعتوں کو پہنچے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے اخلاق اور نمونہ کے ذریعہ سے نوعِ انسانی کو اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور قرآنی ہدایت کی طرف کھینچنے والے ہیں۔پس وہ عظیم ہدایت اور شریعت ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں۔یہی چیزیں تھیں جنہیں دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

ع قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

ایک عظیم شریعت آپ کو ملی ہے جس کے فیوض پیچھے نہیں رہ گئے بلکہ وہ قیامت تک نوعِ انسانی کی انگلی پکڑ کر خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچانے والے ہیں۔پس دُعائیں کرو۔ بہت دُعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو، جماعتِ احمدیہ کے مرد و زن کو خود معلّم حقیقی بن کر قرآن کے اسرارِ روحانی سکھانے والا ہو اور اپنے فضل سے انسان، پھر با اخلاق انسان، پھر باخدا انسان بنانے والا ہو اور خدا کرے کہ احمدی کا نمونہ انسان کو جذب کر کے اور کھینچ کر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پہنچانے والا بنے۔آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۶؍نومبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۲ تا ۵)

❀❀❀